ننگوں کا سیاسی حمام اور بے چارہ عمران خان

تحریر: سہیل احمد لون

الیکشن کی مہم جاری تھی ایک امیدوار سٹیج پر وعدوں، قسموں اور مخالف امیدواروں پر الزامات پر مبنی دھواں دار تقریر کرنے میں مصروف تھا ۔جب امیدوار نے بوڑھے اور نادار لوگوں کی خدمت کرنے کے حوالے سے اپنے منشور بتانا شروع کیا تو سامعین میں سے ایک صاحب اٹھ کر کھڑے ہوگئے اور با آواز بلند کہنا شروع کر دیا کہ یہ شخص جو سٹیج پر کھڑا ہو کر بزرگوں کے حقوق کی بات کر رہا ہے اس سے بھلا یہ تو پوچھا جائے کہ اس کا باپ اس وقت کہاں اور کس حال میں ہے؟ امیدوار نے مسکرا کر اس صاحب سے مخاطب ہو کر کہا کہ جناب آپ ہی بتا دیں کہ میرا باپ اس وقت کہاں اور کس حال میں ہے۔ اس شخص نے جواب دیا کہ فلاں شہر کے فلاں مزار پر فقیروں کی زندگی گزار رہا ہے۔ امیدوار نے کہا اس کا کوئی ثبوت؟ اس شخص نے اپنا موبائل فون پیش کر دیا جس میں امیدوار کے باپ کی ویڈیو موجود تھی۔ جسے دیکھ کر امیدوار نے اس شخص کو سینے سے لگالیا اور کہا کہ میرا الیکشن میں حصہ لینے کا مقصد پورا ہوگیا ہے میں اسی وقت الیکشن لڑنے سے دستبردار ہونے کا اعلان کرتا ہوں۔ امیدوار نے بتایا کہ اس کے باپ کا ذہنی توازن ٹھیک نہ تھا اور وہ اچانک گھر سے غائب ہو گئے۔ انہیں ڈھونڈ نے کی کافی کوشش کی مگر ناکامی ہوئی۔ جب الیکشن کی تاریخ کا اعلان ہوا تو میرے کسی دانا دوست نے کاغذات نامزدگی جمع کروانے کا مشورہ دیا۔ آج میرے دوست کی بات پوری ہوگئی ہے جس نے مجھے اس لیے الیکشن میں حصہ لینے کو کہا تھا کہ تمھارا کھویا ہوا باپ تمھارے سیاسی مخالفین خود ہی ڈھونڈ نکالیں گے۔ میرا باپ ڈھونڈنے کا شکریہ...... سیاست کے اس اکھاڑے سے میرا اب کوئی واسطہ نہیں۔ سیاسی اکھاڑے میں حصہ لینے جیسے ہی سیاسی پہلوان اکھاڑے میں قدم رکھتے ہیں ان کے ''پٹھے'' اپنے پہلوان کو جتوانے کے لیے پہلوانوں سے بھی زیادہ زور لگاتے نظر آتے ہیں۔ نیب چاہے ان پہلوانوں کا ڈوپ ٹیسٹ کرے نہ کرے مگر سیاسی پہلوانوں کے پٹھے اپنی وفاداریوں کا ثبوت دینے کے لیے اپنے سیاسی مخالفین کی سکریننگ کرنے میں ایسی مہارت دکھاتے ہیں کہ مخالفین بھی حیران رہ جائیں۔ معاملہ چاہے شجرہ نسب کا، ذرائع آمدنی کا، کسی کرپشن میں بلواسطہ یا بلاواسطہ ملوث ہونے کا ہو...... سیاسی پہلوانوں کے یہ پٹھے عوام الناس کے سامنے ایسے حقائق لاتے ہیں جس سے وہ یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ سیاسی پہلوان کے پٹھے ہیں کسی۔۔۔ کے پٹھے نہیں۔ بلکہ عوام کو یہ دکھانے کی سعی جاتی ہے کہ دراصل مخالفین کے سیاسی پہلوان اپنا الو سیدھا کرنے کے لیے عوام کو 'الو' بنا رہے ہیں۔ سیاست کا دنگل دراصل حکمرانی کا تاج سر پر سجانے کے لیے لڑا جاتا ہے۔ جس میں کسی زمانے میں پہلوان اکھاڑے میں لنگوٹی پہن کر آتا تھا۔ ماڈرن دنیا میں جہاں بہت سی چیزوں نے ترقی کی اس میں سیاسی دنگل بڑے اکھاڑے کی بجائے حمام میں ہونا شروع ہوگیا ہے جہاں ''ننگا'' ہونا لازمی ہے۔ اگر کوئی شرم محسوس کرے تو اس کا لنگوٹ اتارنے کا کام مخالفین کے سیاسی پہلوانوں کے پٹھے کر دیتے ہیں۔

عمران خان اپنے دور میں کرکٹ کے بے تاج بادشاہ تھے قسمت کے دھنی کپتان نے اپنی ماں کو کینسر سے مرتا ہوا دیکھا تو شاہجہان کی

طرح تاج محل بنانے کا خواب نہیں دیکھا بلکہ ترقی یافتہ قوموں کے دوراندیش لیڈروں کی طرح کینسر کے لیے ہسپتال بنانے کا خواب دیکھا ۔کیونکہ اس وقت پاکستان میں کینسر کے علاج اور تشخیص کے لیے ایسا معیاری ہسپتال موجود نہ تھا۔شوکت خانم ہسپتال کا قیام اور اس کا بڑی کامیابی سے چلنا کرپشن کے اس دور میں ناممکن حد تک مشکل کام تھا۔مگر جس کام میں غریب عوام کی دعاؤں کے ساتھ نیک جذبات اور مالی امداد شامل ہو جائے اس کام میں برکت آ ہی جاتی ہے۔شوکت خانم ہسپتال کے بعد عمران خان کو بھی سیاسی پہلوان بننے کا مشورہ دیا گیا۔ حکمرانی اور اقتدار کے حصول کے لیے سیاسی دنگل لڑنا لازمی ہے اس میں عمران خان بھی کود پڑے۔کرکٹ،کینسر ہسپتال اور نمل یونیورسٹی سے عمران خان کو عالمگیر شہرت کے ساتھ عزت بھی ملی۔مگر سیاسی حمام میں تو ننگا ہونا لازمی شرط ہے کیونکہ اس میں سارے ہی ننگے حصہ لیتے ہیں۔بیچارہ عمران خان ایمانداری کا لنگوٹ باندھ کر سیاسی حمام میں داخل ہوا اور دوسروں کو ننگا،ننگا کہنا شروع کر دیا۔کہتے ہیں جن کے اپنے گھر شیشے کے ہوں وہ کسی کے گھر میں پتھر نہیں پھینکا کرتے......!عمران خان کا سیاسی حمام میں لنگوٹ اتار کر اسے بھی ننگا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔نون لیگ کے سیاسی محل پر کافی دیر سے الزامات کے پتھر برساتے رہے بڑی مشکل سے نون لیگ کے سیاسی پٹھوں کو عمران خان پر جوابی پتھر پھینکنے کا موقع ملا۔خواجہ آصف نے پریس کانفرنس شوکت خانم ہسپتال کے نام پر اکٹھا ہونے والے پیسوں سے 35 کروڑ روپیہ سٹہ بازی اور منی لانڈری میں لگانے کا الزام لگایا۔نون لیگ موجودہ حکومت کا حصہ بھی ہے اسی حکومت میں ینگ ڈاکٹرز کی ہڑتال سے کئی مریض جان سے ہاتھ دھو بیٹھے جس میں ڈاکٹرز کے ساتھ ساتھ حکومت بھی جرم میں برابر کی شریک ہے کیونکہ ایسے حالات پیدا کرنے کی ذمہ دار حکومت ہے۔تعجب ہے آج وہی لوگ مریضوں کے ساتھ ہمدردی دکھا رہے ہیں محض اس لیے کہ شوکت خانم ہسپتال کے نام پر اکٹھا کیا جانے والے پیسے سے کچھ رقم ملک سے باہر کاروبار پر لگانے کے لیے کسی کمپنی کو دی گئی تھی۔ان الزامات کا دفاع عمران خان نے بھرپور طریقے سے کرنے کی کوشش کی۔کیونکہ یہ منی لانڈرنگ،سٹہ بازی یا بے نامی والا چکر نہ تھا۔مگر حقیقت یہ بھی ہے کہ یہ پیسہ کسی کمپنی کو سود پر ضرور دیا گیا تھا جس میں شوکت خانم نفع میں حصہ دار ہے مگر نقصان میں نہیں۔یہ معاملہ نون لیگ نے اس وقت اٹھایا جب خیرات کا سیزن عروج پر تھا۔ایدھی فاؤنڈیشن کے بعد شوکت خانم ٹرسٹ کو دنیا بھر سے لوگ یقین کے ساتھ پیسہ دیتے ہیں کیونکہ ان پر لوگوں کو بھروسہ ہے۔اگر عمران خان سیاست میں حصہ نہ لیتے تو شوکت خانم ٹرسٹ پر کوئی انگلی نہ اٹھاتا۔آج عبدلستار ایدھی،ڈاکٹر عبدالقدیر خان بھی الیکشن میں حصہ لے لیں تو سیاسی پہلوانوں کے پٹھے ان کے خلاف بھی کچھ نہ کچھ ضرور نکال لائیں گے۔اور ابھی کل کی بات ہے ان سیاست دانوں نے ایک جنرل سے مل کر قوم کی مشترکہ ماں فاطمہ جناح کے ساتھ کیا کیا تھا۔سیاست میں آنے کا اصل مقصد حکمرانی کرنا ہوتا ہے جس کے لیے ہر دور میں کوئی نہ کوئی نعرہ ایجاد ہوتا رہا ہے جو ہمیشہ سراب ہی ثابت ہوا۔حکمرانی کا نشہ پورا کرنے کے لیے بیٹے نے باپ کو زندان میں بھی ڈالا،شوہر نے بیوی کو بھی قتل کروایا،آنکھوں میں سوئیاں بھی چبھوئیں گئیں،انسانی کھوپڑیوں کے مینار بھی بنائے گئے،بھائی نے بھائی کے خلاف جنگ کا اعلان بھی کیا،جس کے آگے ہاتھ باندھ کر آگے پیچھے پھرتے تھے اقتدار کے حصول کے لیے اسے سولی پر بھی چڑھا یا گیا۔عمران خان تبدیلی کا نعرہ لگا کر سیاسی حمام میں قسمت آزمائی کرنے آئے ہیں جہاں ان کو اب یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ جو پہلوان لنگوٹ کا پکا ہو گا اس کا جیتنا ناممکن ہے سیاسی حمام میں ننگا ہوئے بغیر گزارہ نہیں۔حالیہ ضمنی انتخابات میں گیلانی جونیئر نے

64000 ہزار ووٹ لے کر یہ بات ثابت بھی کردی ہے۔سیاسی دنگل میں پہلوان کوئی بھی چت ہو مگر اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ کوئی ایسی بات نہ کی جائے جس سے کسی فلاحی کام میں خلل آئے۔سیاسی پہلوانوں کے پٹھےتو چلتی پھرتی ڈی این اے ٹیسٹ کرنے والی مشین ہیں الیکشن کا اعلان ہوتے ہیں ان کی لیبارٹریز میں شب و روز کام ہوگا، بہت سے بچوں کو ان کے باپ کا نام کا پتہ چلے گا، کچھ کو اپنا کھویا ہوا باپ بھی مل جائے گا۔ہمارے سیاسی پٹھے پولیس سے کم نہیں یہ کسی کو بھی باپ بنا سکتے ہیں۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

04-08-2012

sohailloun@gmail.com